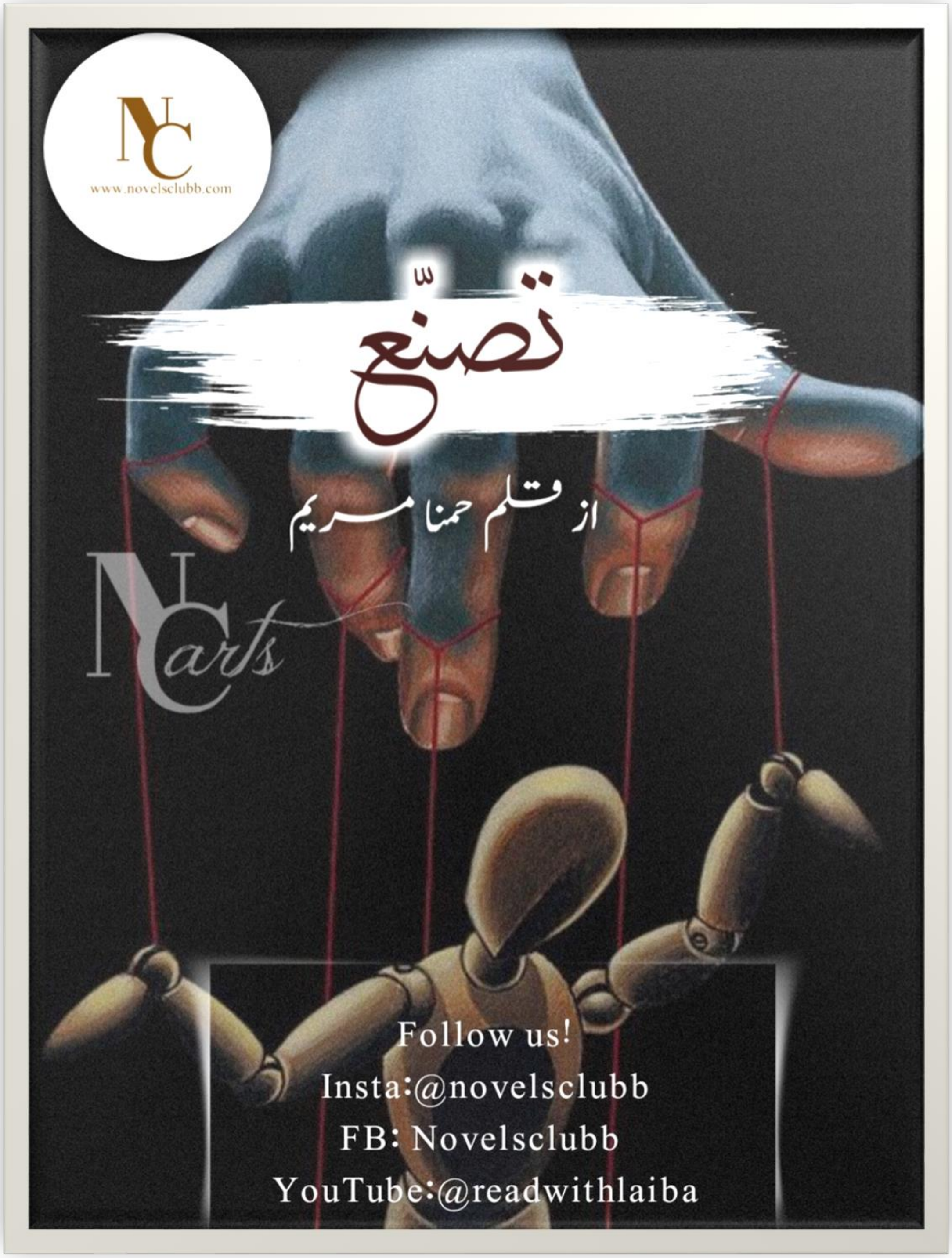
www.novelsclubb.com
تصنّع
از قلم حمنا مریم
Follow us!
Insta:@novelsclubb
FB: Novelsclubb
YouTube:@readwithlaiba

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

تصنّع

از قلم

حمنا مریم

www.novelsclubb.com

ناول: تصنّع

از قلم: حمنا مریم

قسط#02

www.novelsclubb.com

نیلے آسمان کی کشادہ چادر سیاہ تھی اس پر چمکتا چاند راز اور خمار سے بھرپور تھا ہر طرف سناٹا، ہُو کا عالم۔

رات کے پچھلے پہر تارکول کی سڑک پر بھاری رعب دار قدموں کی چاپ گونج رہی تھی۔ماحول خاموش تھا نہ ہوا کی سرسراہٹ تھی نہ حیوانوں اور انسانوں کا شور و غل۔سڑک کے کنارے موجود دکانیں بے رونق تھیں شٹر بند تھے۔

لکڑی کی ریڑھیاں اس وقت خالی تھیں خاکی کپڑوں سے ڈھکی ہوئیں، اجالے میں یہاں بننے اور بکنے والے سادہ اور لزیز کھانوں کی مہک اب نہیں تھی یقیناً رات کے اس پہران کے مالک بھی نیند کی زنجیروں میں جکڑے ہوں گے۔

نیند بھلا کسے پیاری نہیں ہوتی؟

وہ وجود چلتا چلتا سڑک کے زیر تعمیر حصّے کی جانب آگیا پاس ہی سیمنٹ اور بھاری بجری کے ڈھیر لگے پڑے تھے، وہ جگہ قدرے سنسان لگ رہی تھی خستہ حال سڑک کی دھول میں اسکے قدموں نے رفتار پکڑی تو گونج کی شدت میں اضافہ ہوا۔ گرمیوں کی رات میں جہاں ہر چیز ساکت تھی آسمان کا چاند اسکے ساتھ چل رہا تھا۔اندھیرے کی وجہ سے اسکے خدوخال نمایاں نہیں تھے مگر چاند کی چاندنی میں اس کا سایہ سڑک پر واضح تھا۔

وہ پیدل سفر کرتا ایک طویل راستہ پیچھے چھوڑ آیا تھا وہ راستہ اب سنسان تھا،، خاموش تھا۔وہاں اب قدموں کی چاپ نہیں تھی۔

مگر ابھی آگے بھی طویل راستہ تھا وہ اپنے بھاری قدموں سے سڑک کو کچلنا چاہتا تھا وہ بڑھ رہا تھا، منزل کی جانب۔

منزل کو پالینا اتنا آسان نہیں ہوتا" مگر پھر بھی وہ آگے بڑھ رہا تھا۔"

منزل پانے کے لیے آگے بڑھنا پڑتا ہے۔ سب پیچھے چھوڑ کر سفر کرنا پڑتا ہے،" کوئی اپنا ماضی پیچھے چھوڑتا ہے، کوئی اپنے خواب، کوئی اپنی خواہشات اور کوئی اپنے "پیارے

www.novelsclubb.com

سایہ دار سڑک اب روشن ہوئی تھی سایہ مزید نمایاں ہوا۔ سیاہ، خوفناک سایہ۔

وہ ایک دکان کے باہر رکا۔زرد روشنی جل رہی تھی،اس کے سفید ہاتھوں کی نیلی رگیں واضح تھیں اس کے ہاتھ خوبصورت تھے گوری رنگت والا جواں مرد، مگر اس پل جو بھی اسے دیکھتا وہ اس سے خوف کھاتا۔

اس نے گورے ہاتھوں سے نیچے جھک کر شٹر کو اوپر اٹھایا تو وہ کھلتا ہی چلا گیا۔شٹر کھلا تو دوسری جانب بھی اندھیرا تھا گھپ اندھیرا۔

آخر وہ وجیہہ انسان کیوں آدھی رات کو یہاں آیا تھا؟پیدل، تنہا۔

آدھی رات جب لوگ گناہوں کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے رب العالمین سے "معافی طلب کرتے ہیں، جب وہ رحیم اور مجیب دعاؤں پر کن کہہ دیتا ہے، جب ظالم گناہ کرتے ہیں اور ظلم کرتے ہیں اپنی جانوں پر اور دوجے انسانوں پر"۔

وہ کیوں یہاں آیا تھا خاموش منزل کی جانب؟؟

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

" راز سے پردہ اٹھانے کے لیے مشعل جلانا پڑتی ہے"

اور اسی لمحے اسکے سیاہ جاگرز میں قید قدم آگے بڑھے، اندھیرے کمرے کی جانب۔"کلک" کی آواز گونجی اور تاریکی چھٹ گئی روشنی پھیل گئی۔

"تاریکی پر ایک چیز ہر بار فاتح ہوتی ہے روشنی "

اس کا سفید، خوبصورت ہاتھ سیمنٹ کی دیوار پر لگے سوئچ بورڈ پر تھا۔ دیوار پر لگا انرجی سیور جل رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"روشنی کے لیے کچھ تو جلانا پڑتا ہے، کچھ چمڑی جلاتے ہیں اور کچھ خون"

روشنی میں اسکے چہرے کے خدوخال اجاگر ہوئے گوری رنگت والا رعب دار مرد۔

دلکش مرد نے قدموں کا زاویہ بدلا اور پلٹ کر گورے ہاتھوں کے سہارے سے شٹر بند کر دیا۔ باہر کی خاموش اور نیند کی چادر میں لپٹی غافل دنیا سے لاتعلق ہو کر اس نے پھر سے اندر کا رخ کیا۔

سیاہ جینز، ہلکی سبز رنگ کی لان کی شرٹ سلوٹوں کے بغیر تھی مگر پسینے سے بھیگی ہوئی اور اسکے چوڑے سینے سے چپکی ہوئی تھی شرٹ کے بالائی دو بٹن کھلے تھے، صراحی دار گردن بلند، آستینیں مڑی ہوئیں، ہلکی بڑھی داڑھی، بال جیل سے سیٹ کیے ہوئے اچھا خاصا تیار ہو کر آیا تھا۔ اتنی رات کو کیا محبوبہ سے ملنا تھا؟

پیشانی پسینے سے تر تھی، آنکھوں کو دیکھیں تو کیسے؟ کالے چشمے نے انہیں ڈھانپ رکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

اگر اس خاموش جگہ کا جائزہ لیا جائے تو گتے کے کاٹن ایک دوسرے سے جڑے پڑے تھے، چند کاٹن کھلے تھے ان سے اتری شیشہ ٹیپ ساتھ ہی لٹک رہی تھی ،مڑی تڑی۔ نیلے رنگ کا ایک بڑا ڈرم بھی تھا۔

سفید ٹائلوں والے فرش پر چند چیزیں بکھری پڑی تھیں، فاسٹ فوڈ کے خالی ڈبے، شیشے کی ایک آدھ خالی بوتلیں، اور بکھرا کانچ۔ سفید ٹائلوں پر گرد جمی تھی۔

وہ چشمے کے پردے سے ہر چیز کو دیکھ رہا تھا وہاں پنکھا نہیں تھا، اسکی پیشانی ابھی بھی تر تھی، سبز شرٹ ہنوز جسم سے چپکی ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"آنکھوں کے آگے پردہ ہو تو واضح نظر نہیں آتا۔ سب مبہم، سب دھندلا۔"

اسکی آنکھوں پر لگے کالے چشمے سے دیکھو تو خاکی گتے، نیلا ڈرم، بکھری ہوئی چند چیزیں، سفید ٹائلیں اور ان پر جمی گرد سب سرمئی رنگ کا تھا... ہلکا سرمئی۔

اسکے قدم بے آواز تھے، اس نے کانچ کے سرمئی ٹکڑوں کو پھلانگ کر قدم بڑھائے تو چاپ کی گونج نے بند اور روشن کمرے کی خاموشی کو چیرا۔

اگر اسکی پشت کی جانب کے بند شٹر، کمرے کی دائیں بائیں سیمنٹ کی دیواروں کو دیکھنے کے بعد سامنے نظر دوڑائیں تو لکڑی کی کرسی پر سفید رسی لپٹی ہوئی تھی، سفید موٹی رسی نے ایک وجود کو اپنی گرفت میں لے رکھا تھا (ظالم رسی)۔

قدم جوتوں سے آزاد، بازو پیچھے کی جانب بندھے ہوئے، منہ پر سیاہ کپڑے کا گردن تک آتا غلاف، رسیوں میں جکڑے وجود میں جنبش تھی ہاں وہ حرکت کر رہا تھا آزادی کے لیے مچل رہا تھا یا آنے والے سے آگاہ تھا۔

وہ جواں مرد آگے بڑھا اور ایک لمحے میں سیاہ کپڑے کے غلاف کو کھینچنے کے انداز میں اتار دیا۔

رسیوں میں جکڑے وجود کی آنکھیں کرب ناک تھیں، گال چپٹے، سرخ باریک پٹی نے اسکے لبوں کو سی رکھا تھا۔ بکھرے بال، گندمی رنگت والا تقریباً 38 سالہ مرد۔

وہ پنجوں کے بل فرش پر بیٹھ گیا اور آنکھوں سے چشمے کو اوپر کھسکاتے ہوئے پیشانی پر ٹکا لیا۔

"!راز بھری بھوری آنکھیں"

اس نے طنزیہ مسکراہٹ پاس کی اور اسکا دائیاں گال قدرے بلند ہوا۔

چچ چچ چچ۔ منہ نہیں کھولے گا؟" اسکی آواز سریلی تھی، دل میں کھب جانے والی۔"

مگر اس پل اسکے طنز سے بھرپور جملے پر رسیوں میں جکڑے وجود نے پھولی سانسوں کے ساتھ جسم کو جنبش دی حلق سے آواز نکالی مگر وہ آواز وہیں دب گئی۔

سفید ہاتھوں نے ترس کھاتے ہوئے سامنے والے کے لبوں کو سرخ پٹی سے آزادی بخش دی مگر سامنے والے کے لب تکلیف سے ابھی بھی سرخ تھے۔

" مجھے جانے دو میں کچھ نہیں جانتا، مجھ پر یقین کرو"

مجھے کسی پر یقین نہیں آتا" شان بے نیازی سے کندھے اچکائے اور سرخ سلوٹ زدہ پٹی کو فرش پر رکھ دیا۔

مجھے جانے دو۔ "رازی نے پھر التجاء کی۔"

جانے ہی دینا تھا تو پکڑنے کا فائدہ؟؟" اسکا لہجہ طنزیہ تھا۔"

رسیوں میں جکڑا وجود اسے خوشی دے رہا تھا۔

" میں واقعی کچھ نہیں جانتا"

مگر میں سب جانتا ہوں، کہ تُو جانتا ہے" اس نے رازی کے گال کو تھپکا۔"

میں غداری نہیں کر سکتا۔"رازی نے اعتراف کر لیا کہ وہ جانتا تو ہے مگر بتائے گا" کچھ نہیں۔

اچھی بات ہے غدار مجھے پسند نہیں غدار کسے پسند ہوتے ہیں بھلا؟"وہ ہنوز پنجوں" کے بل بیٹھا تھا۔

مجھے جانے دو میں ہاتھ جوڑتا ہوں۔"اس کے لہجے میں اس قدر درد تھا کہ اگر" اسکے ہاتھ بندھے نہ ہوتے تو وہ واقعی جوڑ لیتا۔

" پاؤں بھی پکڑے گا رازی تو میں نہیں جانے دونگا، یہ تُو بھی جانتا ہے"

وہ کھڑا ہوا اور اسکے پیچھے کھڑے ہو کر ہاتھوں کو رسیوں سے آزاد کر دیا۔

کھانا لایا ہوں تمہارے لیے۔"رسی کو سائیڈ پر پھینکتے ہوئے کہا۔ "

کھانا میرے حلق سے نہیں اترتا۔"رازی کے لہجے میں افسوس اور کرب" تھا۔اسکی کلائیوں پر رسیوں نے نشان بنا دیے تھے۔

جلدی اپنا منہ کھول اور بتا کہ ختک کہاں ہے؟ ورنہ میرا خنجر تیرے حلق میں گھسنے میں پل نہیں لگائے گا"

" میں جانتا ہوں تم کسی کی جان نہیں لوگے یہ کچے کھلاڑیوں کے کام نہیں ہیں"

رازی نے بھرپور طنز کیا اور اسکا قہقہہ بلند ہوا۔

اسکی بھوری آنکھوں میں خون اتر آیا۔ دائیں ہاتھ کی مٹھی بنا کر رازی کے گال پر گھونسا جھڑ دیا۔ خون کی بوند نے رازی کے گال پر لکیر بنا دی۔

میری سب سے بڑی کمزوری جانتے ہو کیا ہے؟، کہ میں کمزور نہیں ہوں اور میری یہی کمزوری مخالف کو کمزور کر دیتی ہے" اس نے غرّاتے ہوئے کہا طیش سے اُس کا سفید چہرہ اب سرخ تھا۔

اس نے انگوٹھے سے کنپٹی کو ملتے ہوئے غصّے پر قابو پانا چاہا۔

" اسکے لیے کسی چیز کو قابو کرنا مشکل نہیں تھا "

وہ پھر نرمی سے گویا ہوا۔

" کھانا کھالو تمہارے ہاتھ باندھ کر واپس جانا ہے میں نے"

خٹک تجھے چھوڑے گا نہیں "رازی کو نرمی راس نہیں آئی تھی۔"

تیرے خٹک کی تو ایسی کی تیسی "وہ طیش سے غرّایا اُس نے رازی کے ہاتھوں کو " پھر سے باندھا، رازی کے لب پھر سے سل گئے، آنکھوں کے آگے سیاہی چھا گئی۔

وہ بڑے بڑے ڈگ بھرتا بند شٹر کی جانب بڑھ گیا "کلک" کی آواز پھر سنائی دی۔
شٹر کھلنے کی آواز رازی کے کانوں تک پہنچی۔

وہ باہری دنیا میں لوٹ آیا۔ شٹر کو نیچے کھینچا، راز کو تالہ لگایا اور اندھیری سڑک پر چلنے لگا۔ آسمان کا چاند پھر سے اسکا ساتھی بن گیا۔

گرمی کی رُت میں وجود سینک کر ڈی ایچ اے سے آدھے گھنٹے کی مسافت پر آؤ تو" کے کے کریئیشن "میں اے سی کی ٹھنڈک میں ورکرز اپنے اپنے ذمے لگے کام نپٹا رہے تھے، ماحول میں عجب سناٹا تھا۔ آفس میں جہاں کم گوئی تھی وہیں گول میز کے گرد چھ کرسیاں لگی ہوئیں تھیں، پانچ نشستیں پُر تھیں اور ایک خالی۔ لڑکیاں جینز شرٹس میں ملبوس ایک دوسرے سے گویا تھیں۔ گھنگریالے، سنہری بالوں والی لڑکی چہرے پر آئی ہوئی لٹ کو مخروطی انگلی سے گھمارہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"Congratulations KK Mam"

کانفرنس روم میں ایک لڑکی نے مائیک میں کہا تو آواز باہر تک آئی تھی۔

کانفرنس روم میں ایک نوجوان کیمرہ تھامے اسکے سامنے کھڑا تھا اور وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھی تھی۔ کیمرہ مین نے فوکس کرتے ہوئے تصویریں لیں تو وقفے وقفے سے فلیش لائٹ نے اسکے چہرے کی چمک میں اضافہ کیا۔ پھر سے فلیش لائٹ، ایک.... دو.... تین۔"

"congratulations"

اس لڑکی نے پھر سے کہا تو "کے کے" نے گردن کو خم دیا۔ شکریہ تو وہ کہنے سے رہی۔

کانفرنس روم میں بڑی میز کے گرد لگی عمدہ لکڑی کی کرسیوں میں ایک پر عدیل، اور دو کرسیوں پر دو لڑکیاں بیٹھی تھیں ان کے گلے میں کارڈز تھے جو کہ سرخ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ڈوریوں میں معقل تھے۔ایک لڑکی مائیک تھامے ہوئے تھی جبکہ دوسری پنسل سے کاغز پر لفظ کھینچ رہی تھی۔

کے کے "کے ڈیزائنز میں سے کوہِ نور کے ہیروں سے جڑا نیکلس اپرو و"

ہونے پر بہت سے آرڈرز ملے تھے میڈیا اسے مبارکباد پیش کرنے اور اپنے چینل کے لیے چٹ پٹی نیوز اکھٹی کرنے کے لیے اس وقت کانفرنس روم میں موجود تھی۔

کہکشاں کو ان کا آنا برا نہیں لگا تھا، مگر اچھا بھی نہیں لگا تھا۔وہ سیاہ جینز شرٹ میں ملبوس تھی مگر آج ڈیزائن تھوڑا مختلف تھا۔شرٹ کے بازو کہنیوں سے تھوڑے نیچے تھے گوری کلائیاں عیاں تھیں۔

ڈائمنڈ جیولری سیل کرنے والی کی کلائیاں اور ہاتھوں کی انگلیاں بریسلٹ اور انگوٹھیوں سے آزاد تھیں مگر کانوں میں چمکتے ہیروں کے سٹڈ تھے۔سلک کے

www.novelsclubb.com

سرمئی مفلر پر سیاہ رنگ کے بڑے بڑے ڈاٹس تھے۔سیاہ بال جوڑے میں مقید تھے۔وہ خوبصورت لگ رہی تھی۔وہ کب خوبصورت نہیں لگتی تھی؟

اس کے سامنے پڑے چائے کے کپ سے بھاپ اڑ رہی تھی جسے وہ یقیناً چھونے بھی نہیں والی تھی۔

لڑکی سوال کر رہی تھی اور کہکشاں گردن کو خم دے رہی تھی۔

"میم یور فیورٹ ہابی؟"

ہر کام پرفیکٹ کرنا کے کے کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔"اب گردن کے بجائے زبان" نے حرکت کی تھی۔

میم کے کے کرئیشن نے لاسٹ منتھ "آئی جی جی" کمپنی کے ساتھ سائن کیا گیا" ".....کانٹریکٹ منسوخ کر دیا اسکی کوئی خاص وجہ تھی یا

کے کے بلاوجہ کچھ نہیں کرتی" بات کاٹتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔"

www.novelsclubb.com

"وہ کھرے جواب دینے میں ماہر تھی۔اچھا ہنر تھا اس کے پاس"

میم آپ سیاہ رنگ پہنتی ہیں سیاہ رنگ کی آپکی لائف میں برتری کی کوئی خاص وجہ؟"

کہکشاں کا اس کے ایک،دو سوالوں کا جواب دینے پر لڑکی نے مائک اسکے آگے کرتے ہوئے پھر سے پوچھا چند جواب ملنے پر اسے ڈھیل مل گئی تھی میڈیا والوں کو ڈھیل ہی تو چاہیے ہوتی ہے۔

کہکشاں نے اسکے ہاتھ سے مائک تھام لیا۔

یہ اپنا رنگ نہیں بدلتا۔"لہجہ سنجیدہ تھا اور چہرہ بے تاثر۔انگوٹھے سے سائیڈ بٹن" پریس کیا

"End of Discussion"

کہتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی اور چند قدم چلتے ہوئے کانفرنس روم کے گلاس ڈور سے کاریڈور میں آگئی۔

وہ کاریڈور میں چل رہی تھی اور مائک والی لڑکی بھاگنے والی انداز میں اس کے پیچھے آ رہی تھی "میم.... میم.... سنیے

کے کے" کے کانوں میں اس لڑکی کی آواز گونج رہی تھی مگر اس نے پلٹ کر دیکھا تک نہیں، رکنا تو بہت دور کی بات تھی۔اس کے اینڈ کا مطلب اینڈ ہی ہوتا تھا وہ قدم بڑھا رہی تھی اُس لڑکی کی آواز گونج سے دھیمی اور پھر آنا بالکل ہی بند ہو گئی تھی۔یقیناعدیل نے اس لڑکی کو بیوقوفی کرنے سے باز کر دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ کاریڈور پار کرتے ہوئے شیشے کے دروازے کے پاس آکر رکی۔دروازے کا ہینڈل تھام کر دھکیلتے ہوئے آفس ہال میں انٹر ہوئی یہ دروازہ انٹرنس کی طرف سے دیکھو تو آفس میں داخل ہوتے ہی دائیں جانب تھا جو کہ کانفرنس روم تک جانے کا راستہ دکھاتا تھا وہ آفس میں آئی تو موبائل استعمال کرنے والے لڑکے نے چور

نظروں سے اسے دیکھا اور کانپتے ہاتھوں سے نظر کے چشمے کو انگلیوں کے پوروں سے سیدھا کیا۔"کے کے "نے اسے دیکھ لیا تھا مگر نظروں کا زاویہ بدل گئی وہ پانچوں لڑکیاں ابھی بھی باتیں کرنے میں مگن تھیں"اف یہ عورتوں کی باتیں"۔ گھنگریالے بالوں والی لڑکی جو موٹی نہیں تھی مگر سمارٹ بھی نہیں تھی ابھی بھی انگلیوں کو بالوں سے الجھائے قہقہے لگا رہی تھی ہیل کی ٹک ٹک نے بھی اسے چوکنا نہیں کیا تھا وہ اس بات سے ناواقف تھی کہ موت اس کے سر پر کھڑی تھی۔

".....باس....وہ....میں....ہم "

گھنگریالے بالوں والی لڑکی نے بوکھلا کر کہا۔

گرمیوں میں اے سی آن ہونے کے باوجود اس کی پیشانی پر چند قطرے نمودار ہوئے تھے بالوں سے الجھی انگلیاں اب وہ ماتھے پر پھیر رہی تھی۔

باس وہ ہم ڈیزائن کے بارے میں ڈسکس کر رہے تھے "علینہ نے صورتحال سنبھالنا چاہی۔"

علینہ "کے کے کریئیشن "میں ڈیزائنر تھی رنگز ڈیزائن کرنے کا کام اس کا ہوتا تھا مگر آئیڈیا ہمیشہ کی طرح "کے کے "کا۔

ڈونٹ وری اِٹس لنچ بریک "وہ یہ کہتے ہوئے پلٹ گئی۔انہیں باتیں کرتے " وقت کا اندازہ ہی نہیں ہوا تھا علینہ نے کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھا ڈیڑھ بجنے کو تھا۔ سرینہ کی جان میں جان آئی۔

اس نے ایک بار پھر پیشانی کو ہاتھوں سے چھوا۔خشک لبوں کو زبان سے تر کیا۔ اس نے لب کچلتے ہوئے باقی سب کو دیکھا جو کہ باس کو دیکھتے ہی کام کرنے میں مگن ہو گئیں تھیں۔علینہ کو اس کے لیے بولنا ہی تھا۔۔۔

بہنوں کو بہنوں کے لیے بولنا ہی پڑتا ہے ایک بہن مصیبت میں ہو تو دوسری کو " "چین نہیں ملتا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سرینہ نے ایک نظر پھر سے باقی تینوں کولیگز کو دیکھا جو لیپ ٹاپس پر جھکی ہوئیں تھیں لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ لیے۔

یہ پہلی دفعہ نہیں تھا سرینہ کی پہلے بھی کئی بار کلاس لی جا چکیں تھیں "ٹیچر (کے کے) کے ہاتھوں"۔ سرینہ نے باس کو دیکھا جو اب آفس کی طرف جا رہی تھی۔

شیطان کی کاپی "سرینہ نے بڑبڑاتے ہوئے سر جھٹکا۔ "

اسے ہر چیز سیاہ رنگ میں اچھی لگتی تھی اس لیے نہیں کہ اسے سیاہ رنگ سے محبت تھی اس لیے کہ اسے دوسرے رنگوں سے الجھن تھی اور نفرت بھی۔ کچھ کا خیال تھا کہ وہ سیاہ رنگ کو پسند کرتی ہے، اور کچھ کا خیال تھا کہ سیاہ رنگ اسکا خود کو طاقتور ظاہر کرنے کا ایک طریقہ ہے۔

وہ شیطانی جادو نہیں جانتی تھی مگر بہت سے لوگ اسے "شیطان کی کاپی" سمجھتے تھے۔

جوتے، کپڑے، گاڑی، کمرہ، سب کالا مگر اسکی رنگت گوری تھی اور آنکھیں سبز.... وہ اس لیے کہ وہ انہیں نہیں بدل سکتی تھی۔

کچھ چیزیں انسان کی بساط سے باہر ہوتی ہیں خواہ انسان طاقتور ہو، شیطانی جادو جانتا ہو، یا شیطان کی کاپی ہی کیوں نہ ہو۔"

یہ نام اسے سرینہ نے ہی دیا تھا مگر بہت سے ورکرز اکیلے میں اسے باس کی بجائے شیطان کی کاپی کہنا پسند کرتے تھے۔ یہ نام "کے کے" کے وکٹم کی بے عزتی کی آگ بجھانے کے لیے ٹھنڈی پھوار کی طرح کام کرتا تھا۔

—

لاہور کی مصروف سڑک پر اس کی گاڑی نارمل سپیڈ سے منزل کی جانب رواں دواں تھی۔رش ہونے کی وجہ سے وہ بڑے دھیان سے ڈرائیونگ کر رہا تھا بچے،بوڑھے،جوان مرد خواتین سڑک کنارے فٹ پاتھوں پر نظر آرہے تھے۔ اس کی گاڑی کی رفتار اس قدر سست تھی کہ پیدل چلنے والے کی رفتار اس چار پہیوں والی گاڑی سے تیز ہوتی ہے۔اس کی سست رفتار گاڑی ایک اشارے پر رکی تو کالی داڑھی،سیاہ بالوں والا جوان لڑکا اس کی گاڑی کے پاس آکر بھیک مانگنے لگا لڑکے کے شیشہ بجانے پر اس نے جیب سے کچھ پیسے نکالے اور انہیں دینے کے لیے ہلکا سا شیشہ نیچے کیا۔

www.novelsclubb.com

اللہ دی راہ تے کجھ دے دو"اس لڑکے نے ہتھیلی پھیلائے کہا۔"

پیسے پکڑانے کے لیے بڑھا اس کا ہاتھ وہیں رک گیا ہاتھ میں تھامے نوٹوں پر گرفت کو مضبوط کر لیا پیسے دینے کا ارادہ ترک کرنا چاہا کیونکہ مانگنے والا شخص ضرورت مند نہیں بلکہ پیشہ ور گداگر تھا۔

اللہ دے واسطے....."اس کا ذہن پیسے دوں یا نہ یا نہیں کی کشمکش میں الجھا تھا کہ "لڑکے کی آواز پھر سے اس کے کانوں میں پڑی اس نے چند نوٹ اس کی پھیلی ہتھیلی پر رکھ دیے اور کار کا شیشہ پھر سے نیچے کر دیا۔

دھوپ کی شدت میں مانگنے والے پیشہ ور گداگروں کے ساتھی پر ترس نہیں آیا تھا بلکہ "اللہ کے واسطے" کی پکار نے اس کی جیب سے نکلے پیسوں کو واپس جیب میں جانے سے روک دیا تھا۔

اشارے کی لال بتی بجھی اور "ہری" بتی دیکھتے اس نے سٹیر نگ گھمانا شروع کیا۔ چند لمحوں میں وہ سڑک کے اس حصے پر تھا جہاں رش نہ ہونے کے برابر تھا۔ چند ایک گاڑیاں اس کی گاڑی کہ آگے تھیں، اور چند ایک اس کی گاڑی کے پیچھے۔ خالی سڑک دیکھ کر اس نے سٹیر نگ پر گرفت کو مضبوط کیا جو کہ پہلے قدرے ڈھیلی ڈھالی تھی۔

دس منٹ ڈرائیو کرنے کے بعد گاڑی ایک بڑی نیلے پینٹ والی بلند و بالا عمارت کے باہر رکی اس نے کار کا دروازہ کھول کر دائیاں قدم باہر رکھا۔کار کو لاک کرتے گھٹنوں کو تھوڑا سا جھکائے خود بھی جھکا سائیڈ مرر میں خود کو دیکھتے ہی جیل سے سیٹ کیے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سیدھے بالوں کو پھر سے سیدھا کرنا چاہا۔وہ گیٹ سے اندر داخل ہوا چوکیدار نے بنا کوئی سوال کیے ہی گیٹ کھول دیا۔

وہ شخص گیٹ سے اندر آیا تو چکور شکل کے رقبے میں عمارت بنی تھی۔چاروں اطراف گھاس تھی اور رنگ برنگے پھول لگے ہوئے تھے یعنی چاروں اطراف خالی جگہ پر کیاریاں تھیں، بیٹھنے کی جگہ اور گیٹ سے سامنے لگے شیشے کے دروازے تک نفیس ماربل سے راہداری بنائی گئی تھی وہ اس پتلی گزرگاہ سے ہوتا ہوا شیشے کے دروازے تک پہنچا۔شیشے کا دروازہ دھوپ پڑنے سے چمک رہا تھا۔

وہ شخص دروازہ دھکیلتے ہی ایک ہال میں اگیا۔وہاں ایک آدمی ورکر پر چلا رہا تھا اس آدمی نے کاغذ پھاڑتے ہوئے کاغذ کے ٹکڑے ہوا میں اچھال دیے۔لڑکے اور

www.novelsclubb.com

لڑکیاں اپنے اپنے کیبن میں بیٹھے بڑی میزوں پر جھکے ہوئے تھے کیبن الگ تھلگ کمرے نہیں تھے بلکہ لکڑی کے تختے دیواروں کے ساتھ لگے ہوئے تھے یہ ہر کیبن کو الگ بنانے کے لیے کیا گیا تھا۔

ورکر پر چلانے پر چند ایک کے گردش کرتے ہاتھ رکے اور انکی نظروں نے پریم چند کو دیکھا، نیوی بلیو تھری پیس پہنے ہوئے، دراز قد مگر پتلا آدمی۔ پریم چند کی نظریں آنے والے وجود پر ٹکیں تو دیکھنے والے احترام میں اٹھ کھڑے ہوئے وہ ہاتھ کے اشارے سے بیٹھنے کا کہہ کر داہنی جانب مڑ گیا۔ وہاں لفٹ تھی اس نے لفٹ میں آتے ہی مطلوبہ فلور کا بٹن دبایا چند لمحے بعد وہ مطلوبہ فلور پر پہنچ چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہاں کوئی نہیں تھا خاموشی میں اس کے جوتوں کی آواز سنگ مرمر کے سفید اور کالے رنگ کے فرش پر گونج رہی تھی۔ لمبی راہداری سے ہوتے ہوئے بائیں جانب لگے شیشے کے دروازے کے اُس پار چلا گیا۔

اس نے اندر داخل ہوتے ہوئے نظروں سے گویا ہر چیز کو سکین کیا۔

سفید پینٹ والی دیواریں اور ایک دیوار شیشے کی تھی جس سے چھن سے باہر سے روشنی آرہی تھی سورج کی کرنوں نے پورے آفس میں روشنی پھیلائی ہوئی تھی۔ دائیں جانب کی دیوار کے ساتھ کاؤچ نے ٹیک لگائی ہوئی تھی۔

وہ براؤن شلوار قمیض میں ملبوس شخص میز کے پاس پڑی ریوالونگ چیئر پر بیٹھ گیا اس نے براؤن شلوار قمیض پر پہنی لائم واسکٹ کی جیب میں ہاتھ لے جاکر فون باہر نکالا اور اس پر کچھ ٹائپ کرنے لگا۔اسکا چہرہ سرخ تھا،اعصاب تنے ہوئے تھے۔

چند منٹ بعد آفس کا دروازہ کھلا اور پریم چند اندر آیا تھا۔ریوالونگ چیئر کا رخ دیوار کی جانب تھا پریم چند نے اس کی پیٹھ کو ٹکٹکی باندھ کر چند پل دیکھا،جو کہ کرسی کے پیچھے چھپی ہوئی تھی۔پریم چند نے اسے مخاطب نہیں کیا تھا،چند سیکنڈز کے بعد اس نے ریوالونگ چیئر کو گھمایا اور اپنی سرخ دھاگوں والی آنکھوں کو پریم چند پر گاڑھ دیا۔

کمپنی کو تیس کروڑ پچپن لاکھ کا نقصان کیسے ہوا؟"اس نے بلند آواز میں چلاتے" ہوئے سوال داغا۔پریم چند کا حلق خشک ہوا آنکھوں میں ڈر امنڈ آیا گویا کسی نے اس کے سامنے موت کا اعلان کر دیا ہو۔

میں نے کچھ پوچھا پریم چند" مقابل کی خاموشی پر وہ چبا چبا کر بولا تھا۔

پریم چند نے تھوک نگلتے سوکھے حلق کو تر کیا

سر....میں کچھ.... نہیں جانتا"اس کی زبان لڑکھڑا رہی تھی۔"

نہیں جانتے؟"رستم اب کے تحمل سے بولا تھا۔"

جی.... نہیں جانتا"پریم چند نے دبی دبی آواز میں کہا۔"

رستم کا چہرہ مزید سرخ ہوا۔کانوں کی لوویں تپ گئیں جسم انگارے برسانے لگا۔

دائیں ہاتھ کی مٹھی بنا کر سامنے رکھے میز پر زور سے ماری کہ میز پر پڑی چند ایک

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چیزیں کیلنڈر، کار کی کیز، دو تین فائلز اپنی جگہ سے اچھلتے ہوئے پھر سے ڈھے گئیں۔

"بتاؤ گے ؟؟"

میں نہیں جانتا" پریم چند مزید کچھ بولتا کہ رستم کرسی کو پیچھے دھکیلتے اٹھ کھڑا ہوا" پریم چند کا دماغ بھک سے اڑا، دل جیسے اچھل کر حلق میں آیا تھا ڈر کے مارے قدم پیچھے کی جانب کھسک گئے۔

بتاؤ گے ؟" اس نے پھر سے پوچھا اگر اب پھر سے پریم چند کا یہی جواب ملتا تو یقیناً" اس کی زبان جلا دیتا۔

میں نہیں بتا سکتا" پریم چند نے ہتھیار ڈال دیے مگر شکست منظور نہیں کی تھی وہ" جانتا تھا کہ رستم اگر اس سے پوچھ رہا ہے تو وہ جانتا ہے کہ اس کا جواب بس پریم چند کے پاس ہی ہے۔

www.novelsclubb.com

کس نے کھائے وہ پیسے؟"پریم چند نے بے بسی سے اسکی طرف دیکھا گلاس وال" سے آتی ہوئی سورج کی کرنیں اسکے چہرے کو چمکا رہی تھیں اور پریم چند کا دل جل رہا تھا۔اس کے سوال مشکل ہوتے جا رہے تھے پریم چند کا دل کیا کہ ابھی اس کی روح پرواز کر جائے اور اس کی سماعت سن ہو جائے۔"مجھے کچھ نہیں معلوم کس نے کھائے"پریم چند نے ہمت کرتے ہوئے کہا۔

وہ طیش بھری نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا وہ اپنے سوالوں کا جواب چاہتا تھا مقابل پر ترس کھانے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

رستم سر میں.....میں......واقعی...."اس سے پہلے کہ پریم چند اپنی بات" مکمل کرتا وہ ایک جست میں آگے بڑھا اور پریم چند کا منہ اپنے دائیں ہاتھ میں دبوچ لیا۔

کس نے کھائے؟؟"آنکھوں کے دھاگے اب گہرے سرخ ہو چکے تھے پریم" چند کو ہیزل براؤن آنکھوں سے خوف محسوس ہونے لگا تھا گرفت اتنی مضبوط تھی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کہ پریم چند مزاحمت کرتا تو اس کا جبڑا ٹوٹ جاتا۔ رستم کے سوال پر، پریم چند نے بمشکل نفی میں گردن ہلائی۔ رستم نے ابرو اچکائے اسکے تاثرات سے واضح تھا کہ رستم نے اسکی بات پر یقین کر لیا کہ پریم چند نے وہ پیسے نہیں کھائے یا تو وہ پہلے سے ہی جانتا تھا یا اسکی نظروں کے بنائے ہوئے شک کے دائرے میں پریم چند نہیں تھا۔

رستم نے ہاتھ پیچھے کر لیا مگر اسے بخشا نہیں تھا بلکہ پریم چند کو بولنے کا موقع دیا تھا۔

پھر کس نے کھائے؟"اب وہ قدموں کی قینچی بنائے آفس کے درمیان پڑے میز پر دائیاں ہاتھ رکھ کر سرخ آنکھیں اس پر گاڑھے پوچھ رہا تھا۔

پیسوں کا کام میں نہیں سنبھالتا، سر سنبھالتے ہیں۔"پریم چند نے گھی میں گری مکھی کی طرح برتن کے کناروں سے چپکتے مزاحمت کر کے جان بچانا چاہی۔

اس کا مطلب سر نے پیسے کھائے؟"پریم چند کی سانسیں اٹکنے لگیں۔وہ شخص "خان ٹیکسٹائل کا مالک تھا، مگر اس پل پریم چند کو اپنے سامنے کھڑا شخص عزرائیل محسوس ہوا تھا۔

پریم چند نے گردن نفی میں ہلائی رستم نے میز پر رکھے دائیں ہاتھ جس کی انگلیاں پھیلی ہوئی تھیں،انگلیوں کو اوپر نیچے حرکت دی دھپ کی آواز آئی،اور جیسے جیسے خاموش آفس میں دھپ دھپ کی آواز گونج رہی تھی پریم چند کو موت کا کاؤنٹ ڈاؤن سنائی دے رہا تھا۔

احتشام نے کھائے؟"میز پر حرکت کرتا ہاتھ تھم گیا دھپ دھپ کی آواز کہیں" گم ہو گئی تھی۔پریم چند کی آنکھوں سے آنسو چھلک گئے چہرے پر بے بسی کا تاثر غالب آیا۔

سر میں... میں.... نہیں جانتا، مجھے ان معاملات میں مت گھسیٹیں، میرے" چھوٹے چھوٹے بچے ہیں"پریم چند نے ہاتھ جوڑ لیے۔

رستم نے زور سے آنکھوں کو میچا اور پھر سے کھول دیا، جواب مل چکا تھا، وہ جواب جو کہ وہ پہلے سے ہی جانتا تھا۔ رستم نے دروازے کی جانب بائیں ہاتھ سے "دفع ہو جاؤ" کہنے والے انداز سے اشارہ کیا۔ پریم چند لمحے وہیں کھڑا رہا جیسے اپنے بچنے کا یقین کر رہا ہو پریم چند آفس سے باہر نکل گیا، مگر سوالوں جوابوں کا سلسلہ تمام نہیں ہوا تھا ابھی بہت بار سر رستم کی عدالت میں پیش ہو کر کٹہرے میں جواب دہ ہونا پڑنا تھا۔ رستم نے میز پر بکھری فائلوں پر نظر دوڑائی۔ سرخ، سبز، نیلی۔

"تم یہاں کیسے؟" وہ جو آفس میں داخل ہوئی تھی اسے وہاں کھڑا دیکھ کر کہکشاں کی زبان سے بھی ساختہ پھسلا۔ اس کی آواز پر وہ پلٹا اس نے سیاہ ٹی شرٹ کے ساتھ

www.novelsclubb.com

گرے جینز پہن رکھی تھی۔ بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔ آنکھوں میں چمک تھی وہ کسی جذبے کا اظہار کر رہی تھیں۔ رشک، فخر، یا محبت۔۔۔ کچھ تو تھا۔

میں نہیں آسکتا؟" اس نے میز پر پڑی فائلوں کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔"

آفس میں؟؟" اس کے انداز میں حیرت تھی اور خوشی بھی۔'

تو کیا؟ آفس نہیں آسکتا بھئی؟" کہتے ہوئے فائل کو کھولنے لگا۔"

نہیں آئی مین اچانک سے...." اس نے آنکھیں مشکوک انداز میں سکیڑیں۔ "

اسے عبداللہ کی فکر ہوئی تھی وہ ٹھیک تو ہے؟ وہ اچانک سے کیوں آیا ہے؟ کوئی پریشانی؟ کوئی مصیبت؟ اس کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔

سب کچھ اچانک ہی ہوتا ہے" عبداللہ نے مسکراتے چہرے سے جواب دیتے" ہوئے فائل کو واپس رکھ دیا اس کے کام کا کچھ نہیں تھا فائل اور اس میں لکھے الفاظ اس کی سمجھ سے باہر تھے۔

کچھ بتاؤ گے ؟"اس نے دانت کچکچائے۔وہ فکر مند ہوئی تھی مگر ظاہر نہیں "

ہونے دیا،اداکاری اس کے لیے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔

بتانے ہی تو آیا ہوں "وہ دیوار پر دیکھتے بول رہا تھا۔کہکشاں کی مانو جیسے ہمت "

جواب دینے لگی تھی،وہ خود پر قابو رکھے ہوئے تھی۔اس کا ذہن اندازہ لگانے لگا

"اس کے اندازے صحیح ہوتے تھے"۔

میں لاہور نہیں جاؤں گی"اندازے کے زیرِاثر کہا۔عبداللہ نے تیزی سے "

گردن موڑ کر اسے دیکھا گردن چٹخنے کی آواز عبداللہ کے کانوں میں پڑی۔درد اٹھا

تھا،بہت درد۔

کیوں؟؟"درد پر توجہ نہ دی۔"

کیونکہ مجھے نہیں جانا"اس نے بیزاری سے کہتے ہوئے قدم بڑھائے اور عبداللہ "
کے پاس جا کھڑی ہوئی۔

میں آپ کو"

Congrats

"کرنے آیا تھا۔

عبداللہ کے چہرے کی چند لمحے پہلے والی شرارتی مسکراہٹ کہیں کھو گئی وہ اپنی بہن کو شاک دینے آیا تھا مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ " کے کے " کس بلا کا نام ہے۔

وہ کس لیے ؟"وہ کھلکھلا کر ہنسی۔وہ ازلی سنجیدہ لڑکی ہنستی بھی تھی؟اس قدر " خوبصورت ہنسی تھی اسکی کہ اسے مسکراتے ہوئے دیکھنے والے کہ لب خود بخود مسکراہٹ میں ڈھل جائیں۔وہ ہنستی تھی تو دونوں گالوں میں گڑھے بنتے تھے یقینا انہیں عبداللہ اور زارا آپا کے علاوہ کسی اور نے نہیں دیکھا تھا۔

"آپ میرا مذاق اڑا رہی ہیں؟"

ایگزیکٹلی "اس نے ہنستے ہوئے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے تھے اور شانوں تک لے " جا کر اعتراف کیا۔ عبداللہ کو اس کا اعتراف برا لگا تھا، مگر انداز اچھا تھا.... بہت اچھا.... عبداللہ کو وہ اچھی لگی تھی وہ ہنستے ہوئے اچھی لگتی تھی.... بہت اچھی.... بہت دلکش۔ اسی لمحے عدیل نے ڈور ناک کیا اور نیوی بلیو پرنٹ تھری پیس سوٹ میں ملبوس عدیل کھگہ ہاتھوں میں کاغذوں کا پلندہ لیے اندر آیا تھا، باس کے اشارہ کرنے پر کاغزات کو میز پر رکھا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔

اسکے جاتے ہی وہ پھر سے ہنستے ہوئے اس کا مذاق اڑا رہی تھی اور وہ منہ پھلائے اس کی باتوں پر مصنوعی بے رخی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ آفس ساؤنڈ پروف ہونے کی وجہ سے باہر کی دنیا ان کے قہقوں سے بے خبر تھی۔ وہ اپنے پرانے روپ میں واپس آگئی تھی.... خوش، پر سکون۔

وہ اپنے باپ کو اسکا ہر دن تباہ کرنے کی اجازت نہیں دیتی تھی۔

Hi I'm RT

....ہائے میں "آرٹی" ہوں

Hope you are all Good

"امید ہے آپ سب خیریت سے ہوں گے "

میں کچھ دنوں سے آف لائن رہا، اس کے لیے معذرت.... طبیعت کی ناسازی "
اور چند مصروفیات میں گرے رہنے کی وجہ سے اپنے ناظرین و سامعین کو انتظار
"کروانا پڑا۔

وہ کسی پیشہ ور کی طرح لوہے کے راڈز سے بنے اسٹینڈ پر ٹکائے ہوئے کیمرے کے سامنے کھڑا ویڈیو ریکارڈ کر رہا تھا، اسکے لب مسکرا رہے تھے۔ اس کے فینز اور

چاہیے والے بے قراری سے اسکی ویڈیوز کے منتظر ہیں اس بات سے وہ بخوبی آگاہ تھا۔

آج ہم بات کریں گے خاص موضوع پر۔۔۔۔"سفید پینٹ والی دیواریں، شیشے کا" دروازہ، کرسی، کاؤچ، میز پر بکھری فائلیں سب اے سی کی ٹھنڈک سے ٹھٹھر رہے تھے۔شام کے سات بجنے کو تھے وہ دوپہر سے کبھی یہاں وہاں ٹہل رہا تھا کبھی کرسی پر بیٹھتا تو کبھی وہ وجود فائلوں کا مطالعہ کرنے لگتا اور کبھی ویڈیو ریکارڈ کرنے لگتا۔

خان ٹیکسٹائل "کی بلند و بالا آسمان کو چھوتی عمارت میں چھٹے فلور پر ہنوز خاموشی" تھی وہاں اب تک کوئی نہیں آیا تھا۔پریم چند کے علاوہ کسی کو وہاں آنے کی اجازت نہ تھی اور پریم چند "آ بیل مجھے مار" محاورے کو اپنی زندگی کا حصہ بنا کر اپنی شکل بگڑ وانے اور اپنے ہاتھ پاؤں تڑوانے کے حق میں نہیں تھا۔اسے ویڈیو ریکارڈ کرتے تقریباً آدھا گھنٹہ بیت چکا تھا بالکل کانفیڈنٹ انداز سے ہاتھ ہلاتے، مسکراتے ہوئے

بات کر رہا تھا گویا سننے والے اس کے سامنے موجود ہوں اور دیکھنے والے مسرور ہوتے اس کی باتوں کے سحر میں جکڑے اسے دیکھ رہے ہوں....اس کی انکھوں میں وہی چمک تھی جو کہ محنت کرنے والے کو اگر اس کا انعام دے دو تو اس کی انکھوں میں سے چھلکنے لگتی ہے۔اس وقت وہ ہر پریشانی سے لاتعلق ہو چکا تھا یہ پہلی بار نہیں ہوا تھا ہمیشہ ہی ایسا ہوتا تھا"آر ٹی دی موٹیویشنل اسپیکر...."

پاکستان کے نامور لوگوں میں اسکا نام بھی سرفہرست تھا۔لوگ اسے شوق سے سنتے تھے۔لاکھوں کی تعداد میں فینز.....اور نہ جانے کتنے ادارے جن میں وہ لیکچر زدے چکا تھا۔کتنے ایوارڈز اسے مل چکے تھے اور نا جانے کتنے اسے ملنے والے تھے ؟وہ ہنوز ویڈیو ریکارڈ کر رہا تھا،ویڈیو بناتے ہوئے جیسے جیسے الفاظ بولتا ویسے ویسے چہرے کے تاثرات میں تبدیلی ہوتی جا رہی تھی۔۔۔کبھی ماتھے پر شکنیں، کبھی لبوں پر مسکراہٹ، کبھی ہوا میں جھولتا ہوا ہاتھ،تو کبھی خم کھاتا ہوا سر۔۔۔

www.novelsclubb.com

اپنے خیالات کا اظہار کمنٹ سیکشن میں کریں اور اگر کسی خاص ٹاپک پر ویڈیو "
چاہیے تو مجھے بتائیں...... یہ چینل ہم سب کا ہے ہم ایک دوسرے کے ساتھ مل
کر آگے بڑھ سکتے ہیں" بلآخر چالیس منٹ پچپن سیکنڈز کی ویڈیو ریکارڈ کرنے کے
بعد اس نے کیمرے کو آف کر دیا الفاظ ختم نہیں ہوئے تھے بلکہ بہت سے کام
نپٹانے تھے۔

فرط خوشی سے سرشار آنکھیں جب میز پر پڑی فائلز پر جمیں تو اداسی کی کرنوں نے
سفید رنگ کے صبیح چہرے کو بوجھل کر دیا۔انٹر نیشنل لیول پر مقبولیت رکھنے
والی "ٹیکسٹائل کمپنی کا مالک "ایک اسپیکر کیوں بنا؟ پیسہ...؟؟؟

www.novelsclubb.com

ہر چیز کی وجہ پیسہ نہیں ہوتا....اور ہونا بھی نہیں چاہیے کچھ چیزیں انسان اپنی "
"خوشی کہ لیے کرتا ہے اور خوشیاں تو انمول ہوتی ہیں

.....ایک اسپیکر کے طور پر جانے جانا رستم طیار کا خواب تھا، شوق تھا اور جنون بھی

خواب ادھورے رہ جاتے ہیں اور شوق پورے کرنے کے لیے جنون چاہیے ہوتا ہے۔

رستم طیار اپنی خوشیوں کے لیے حد سے زیادہ جنونی تھا... خوشیوں کے لیے کون جنونی نہیں ہوتا؟؟؟

میز پر بکھری فائلوں میں سے ایک کو ہاتھ میں تھاما سبز رنگ کی فائل پر لگے بٹن کو انگشت شہادت سے کھولنا چاہا مگر پھر کسی خیال کے تحت میز پر گتھم گتھا ہوئی رنگ برنگی فائلوں پر پٹخ دیا گلاس ڈور کو کھینچ کر باہر کا رخ کیا۔ لمبی راہداری، اطراف میں بنے کمرے خاموش تھے اس کے جوتوں کی آواز کانوں سے ٹکرا کر سفید دیواروں میں گم ہو رہی تھی۔ اس نے لفٹ میں گھس کا مطلوبہ فلور کا بٹن دبایا، گراؤنڈ فلور پر پہنچا تو وہاں معمول کی طرح گہما گہمی تھی اسکیچ بکس پر جھکے ڈیزائنرز اپنے فن کے رازوں سے پردے اٹھا رہے تھے۔ چند لوگ چہل قدمی کرتے ہوئے باتوں میں محو تھے۔ پریم چند ایک کیبن کے پاس کھڑا ہاتھوں میں سفید کاغذوں کا پلندہ تھا۔

ڈیزائنز کو اپروو کرنے کا کام پریم چند کے ذمے تھا پریم چند پر بغضہ نگاہ ڈالتے ہوئے شیشے کے دروازے سے باہر نکلا، دو تین زینے اتر کر نفیس ماربل فلور پر چلتا ہوا لوہے کے نیلے رنگ کے گیٹ تک پہنچا گردن موڑ کر ایک سرسری نگاہ عمارت کے ماتھے پر لکھے "خان ٹیکسٹائل "

کو دیکھا جو کہ لائٹوں سے جگمگا رہا تھا اس کی چند لمحے پہلے والی چمکدار اور پرکشش آنکھوں میں کیا کچھ نہیں در آیا تھا.... افسوس، ندامت، رنج و غم، اذیت، بے چینی ....!!

خان ٹیکسٹائل جس کی بنیاد چالیس سال قبل "طیار خان" نے رکھی تھی وہ اسے ڈوبتے ہوئے قطعی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ احتشام کمپنی نہیں سنبھال سکتا یہ تو اس نے سوچا تھا مگر احتشام کمپنی کو ڈبو دے گا یہ خیال کبھی بھی اس کے دماغ پر حاوی نہیں ہوا۔ لمحے بھر میں اس کی آنکھوں میں کچھ اور بھی در آیا تھا..... عزم، امید، اور یقین۔۔۔۔

"وہ اسے ڈوبنے نہیں دے گا"

پر امید الفاظ سر گوشیاں کر رہے تھے وہ گیٹ سے باہر نکل گیا جسے گارڈ نے اس کے نظر آتے ہی کھول دیا تھا۔۔۔

آسمان کی نیلاہٹ سیاہی میں بدل رہی تھی ہوا سرد تھی، سرمئی فلک پر بادلوں کا بسیرا تھا.... بادلوں کی گرج میں ایک ہی پیغام تھا۔

"....لاہور کا موسم دل پسند ہونے والا ہے "

".....میرا وجود تمہارے بنا کچھ بھی نہیں"

زار و قطار روتی لڑکی ایک نوجوان کے قدموں میں بیٹھی اسے اس کی اہمیت سے روشناس کرا رہی تھی۔ وہ لڑکا اسے جھٹک رہا تھا بے دردی سے.... آنکھوں میں سرد تاثر لیے۔

وہ پاپ کارن چبائے ہوئے سامنے لگی ایل ای ڈی کو دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ اس لڑکی کے رونے پر اسے ترس جبکہ لڑکے کو دیکھ کر غضب و غصہ غالب ہوا تھا ماتھے کی شکنیں، تنی ہوئی رگیں، پاپ کان پر مضبوط گرفت اس کے غصے کا منہ بولتا ثبوت تھیں۔

ٹی وی لاؤنج میں تمام لائٹیں بند تھیں ایل ای ڈی کی رنگ برنگی لائٹس اس کے تنے ہوئے اعصاب کو نمایاں کر رہی تھیں اچانک روشنی کا جھماکہ ہوا اور اس کے سر پر لگا فانوس روشن ہوا۔ اس نے حیرت بھری آنکھوں سے اپنی بہن کو دیکھا جو ہر بار کی طرح آج بھی اس کے رومینٹک موویز دیکھنے پر پابندی لگانے آئی تھی وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا جیسے مقابل کو کہہ رہا ہو "مجھے تو کوئی فرق نہیں پڑا"۔

سکرین میں لڑکی آنسو بہا رہی تھی اور لڑکا آنسو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے بریف کیس کو دھکیلتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھ رہا تھا اسے پھر سے مگن دیکھ کر وہ سکرین کے سامنے کھڑی ہو گئی بھنویں اچکا کر داہنے ہاتھ کی انگلیوں کو دائیں بائیں اس انداز سے ہلایا گویا پوچھ رہی ہو "ہاں جی خیر ہی ہے...."

آپی پلیز....."عبداللہ نے التجا کی اور بازو ہلا کر اسے پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا۔اس نے وہیں کھڑے نفی میں گردن ہلائی عبداللہ کی بے بسی سے محظوظ ہونے والی وہی پرانی عادت اور وہی خوشی۔

پلیز........"عبداللہ نے چہرے پر جہاں بھر کی معصومیت سجائے کہا کہ وہ ہٹتے ہوئے اس کے پاس صوفہ پر بیٹھ گئی۔لڑکی اور لڑکا اب گلے مل رہے تھے بریف کیس فرش پر گرا پڑا تھا جہاں سین کو دیکھ کر خوشی ہوئی تھی وہیں تجسس کہ یہ کیسے ہوا؟

عبداللہ کو بہت رنج ہوا اس نے ایک نظر ساتھ بیٹھی سیاہ نائٹ ڈریس میں ملبوس لڑکی کو دیکھا۔ عبداللہ کی نظروں میں خفگی تھی۔ وہ کسی سوچ کے زیر اثر لاؤنج کو بغور دیکھ رہی تھی سامنے گرے پینٹ والی دیوار پر لارج سائز ایل ای ڈی لگی تھی اس کے نیچے ہی چند دراز ساتھ ہی بنی شیلف پر ڈیکوریشن پیسز اور عبداللہ اور کہکشاں کی تصویر۔۔۔ مانو لاؤنج میں پڑے عمدہ گرے پوشش والے صوفوں، شیشے کی گول میز، روشن فانوس، کالے گول چکروں سے پروئی ہوئی سفید سیلنگ والی چھت، اور عمدہ ماربل کے فرش میں سب سے خوبصورت سب سے پرکشش وہ تصویر ہی تھی۔

www.novelsclubb.com

تصویر کو دیکھو تو خاموش طبع، سنجیدہ، باوقار اور اکھڑ تیوروں والی لڑکی مسکرا کر چھوٹے بھائی کا کان کھینچ رہی تھی دائیں گال کا گڑھا واضح تھا عبداللہ نے کان چھڑوانے کی ہلکی سی سعی کی اور درد سے کراہنے کی مصنوعی ایکٹنگ.... تصویر میں وہ لڑکی خوش نظر آ رہی تھی مگر کالے لباس میں ملبوس۔

خوشی کے لمحات میں سے بھی کالا پن کیوں ختم نہیں ہوا تھا؟؟

"بے وجہ کچھ نہیں ہوتا، ہر چیز کی وجہ ہوتی ہے۔وجہ جاننے کے لیے حقیقت سے روشناس ہونا پڑتا ہے، اور حقیقت جاننے کی لیے بہت ہمت کی ضرورت ہوتی ہے، کچھ سچ اس قدر کڑوے ہوتے ہیں کہ ان کے آگے زہر پھیکا پڑ جاتا ہے....ایسے سچ دل کو گھائل اور روح کو مجروح کر دیتے ہیں۔"

"آپی پلیز چلیں ناں...." کہتے ہوئے، وہ آنکھوں میں گزارش نامہ لیے سوچوں میں ڈوبی ہوئی لڑکی کو دیکھنے لگا۔

بس ایک گھوری سے نوازا تھا اس نے اور عبداللہ کو اپنے گزارش نامے کے ہوا میں اڑتے بخرے دیکھ کر مزید افسوس ہوا۔

"آپ کا نام ضدی ہونا چاہیے تھا... کہکشاں تو نہ جانے کس نے رکھ دیا؟" اس نے ریموٹ کا لال بٹن دبایا تو ایل ای ڈی کی سکرین سیاہ ہو گئی

ہاں میرا نام ضدی ہے "شان بے نیازی سے کہا۔ "

آپی پلیز میرے لیے...."سب راہیں مسدود ہونے پر یہی راہ تھی جو کھلی تھی... بلیک میلنگ۔

مجھے تو یہ سمجھ نہیں آرہی کہ تم اتنے اتاولے کیوں ہو رہے ہو؟"ٹھوڑی پر انگلی رکھتے ہوئے، آنکھیں چھوٹی کر کے سوچنے کی سعی کی۔

پلیز میری ایک پیاری آپی...." لہجے میں لاتعداد پیار سمو گیا۔عبداللہ نے بھی" مکھن لگانے میں کوئی کسر نہ رکھی۔

".....عبداللہ تم جانتے ہو ناں"

ہاں ہاں حالات کتنے خراب ہیں.... فضول میں آنا جانا.... مجھے مزید مقبولیت کی ضرورت نہیں...." کے کے "ایسے کسی ایونٹ کی محتاج نہیں ہے۔"عبداللہ نے

بات کاٹتے ہوئے وہ ساری وجوہات ایک سانس میں بیان کر دیں جو کہ وہ اسے کہنے والی تھی۔وہ غصے سے بھری سبز آنکھوں سے اسے گھور رہی تھی۔

"اب کھامت لیجئے گا"

دل تو کرتا ہے کھا ہی جاؤں۔"ہاتھوں کو کھول کر جھپٹنے کے انداز میں کہا جیسے " ابھی مقابل کو دبوچ لے گی۔

پلیززززززز......"عبداللہ نے بھی ایک آخری تیر چلانا چاہا۔ "

عبداللہ کیا بچوں کی طرح ایک ہی رٹ لگا رکھی ہے.....جانا ہے.....جانا ہے۔"

اب کی بار وہ غصے سے پھٹ پڑی تھی مگر یہ غصہ بھی لمحے بھر کے لیے تھا عبداللہ کے چہرے کی اداسی نے اسے پھر سے نرمی برتنے پر مجبور کر دیا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اچھاٹھیک ہے۔"اس نے عبداللہ کی پشت دیکھتے ہوئے کہاجو کہ اب منہ" لٹکائے، ناراض ہو کر باہر جانے کاارادہ رکھتا تھا۔عبداللہ کے دروازے کی جانب بڑھتے قدم رکے...لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ رینگ گئی۔

اوکے۔"مسکراہٹ دبائی اور گردن موڑ کر کہکشاں کو دیکھتے ہوئے کہاجو کہ اسی" کی جانب دیکھ رہی تھی۔

کہکشاں کی سبز آنکھیں سوال کر رہیں تھیں "تب سے جان نکل رہی تھی اوراب بس اوکے ؟"مگر مقابل کوئی اور نہیں اسی ضدی اور اکھڑ مزاج لڑکی کا بھائی تھا بغیر کوئی بات کیے بڑے بڑے ڈگ بھرتا ٹی وی لاؤنج سے باہر نکل گیااوراس کی سوالیہ نظریں اس جاتے ہوئے شخص کو تکتی رہیں۔

طیار ہاؤس کے لان میں بلب جل رہے تھے سیاہ آسمان سے بوندیں ٹپک ٹپک کر گھاس، پودوں، سرخ گلابوں اور کاسنی رنگ کے پھولوں کو بھگورہیں تھیں۔ گھاس پر ٹھہرے قطروں سے گھاس چمک رہی تھی گھاس سے نظریں ہٹا کر، کاسنی رنگ کے پھولوں اور سرخ گلابوں کو دیکھو تو وہ اداس تھے، کاسنی رنگ کے پھولوں اور سرخ گلابوں کو دیکھ دیکھ کر خوش ہونے والا رنجیدہ ہو کر فائلوں کا پلندہ لیے بیڈ پر بیٹھا تھا۔ وہ فائلوں کا معائنہ کرنے میں محو تھا گھر کے افراد پر سکون نیند سو رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

بھیگتی رات میں رستم طیار پر نیند حرام ہو چکی تھی۔

وہ صبح والے سوٹ میں ملبوس ایک ٹانگ کو بیڈ پر جب کہ دوسری ٹانگ کو ماربل فرش پر رکھے اپنے بھائی کے کھڑے کیے گئے بکھیڑوں کی سزا بھگت رہا تھا۔ عجیب

خلش تھی جس نے اس کے چمکدار چہرے کو چند پلوں میں بوجھل بنا دیا تھا۔ کل رات اسے ماں کی پریشانی نے بے چین کیا تھا اور آج رات اسے باپ کی یاد نے۔۔۔

اس کے ماتھے پر بال بکھرے ہوئے تھے رنگ برنگی فائلوں کو دیکھ دیکھ کر آج پہلی بار رستم طیار کو رنگوں سے الجھن محسوس ہوئی تھی۔

دل پریشان ہو تو آنکھوں کو کچھ بھی نہیں بھاتا، سب مناظر خود بخود دھندلا " جاتے ہیں خواہ قوسِ قزح ہو، بادلوں کی ہلچل ہو، بارش کی بوندیں ہوں، باغوں میں " رقص کرتی تتلیاں ہوں یا کندن.... یہ سارے منظر قلب کو راحت نہیں بخشتے

اب وہ فرش پر رکھے پاؤں کو بے چینی سے ہلا رہا تھا اس مشکل وقت میں وہ کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھا۔ شوز اتار کر دوسرا پاؤں بھی بیڈ پر رکھ لیا۔

اس نے گھٹنوں کے بل دائیں جانب کو جھک کر سائیڈ ٹیبل پر پڑا فون اٹھایا اور ان لاک کرتے ہی کچھ ٹائپ کرنے لگا۔ پیغام سفر کرتا وصول کنندہ تک پہنچا تو میسج پر دو ٹک نظر آنے لگے۔ رستم نے سبک روی سے مزید ٹائپنگ شروع کی۔ ہر میسج پر ڈبل ٹک

لگ چکا تھا۔ چند سیکنڈز کا وقفہ.... اور سارے سفید ٹکس میں نیلی سیاہی بھر گئی مگر جواب ندارد۔

جگر" کے نام پر سیو نمبر اس پل رستم طیار کے جگر میں آگ لگا رہا تھا۔ جگر کے" نیچے لکھے آن لائن کو دیکھ کر رستم کے شعلہ بدن کی رگیں ابھر گئیں۔ جبڑا تن گیا۔ بھوری آنکھوں میں سرخی دور گئی۔

اس نے زور سے موبائل کو بیڈ پر پٹکا جو چند سیکنڈ ہوا میں قیام کرنے کے بعد سفید پھولوں والی سرمئی چادر میں گم سا ہو گیا۔

رستم کے ہاتھ اور دماغ پھر سے فائلوں میں الجھ گئے وہ اب اس کٹھنائی سے نکلنے کے لیے کوئی سبیل بنا کر ہی دم لینے والا تھا۔

ہار ماننا اس نے سیکھا ہی نہیں تھا کیونکہ زندگی نے کبھی اسے ہارنے ہی نہیں دیا تھا۔

باہر ہنوز بارش برس رہی تھی ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ لاہور میں برسات تھی اور رستم طیار کے کمرے کی کھڑکیاں بند تھیں۔

سفید محل کا ہر کونا آگ میں جل رہا تھا۔کال کوٹھری سورج کی روشنی سے جھلملا رہی تھی۔وہ بلیک لیڈیز کوٹ پینٹ میں ملبوس گلے میں سیاہ مفلر لپیٹ رہی تھی۔ سیاہ بال جوڑے میں مقید تھے۔سبز آنکھوں کی گھنی پلکیں اوپر کو مڑی ہوئی تھیں ۔مغرور ناک اور سرخ گال۔وہ ہمیشہ کی طرح تیار ہونے میں گھنٹہ لگانے والی تھی۔ڈریسنگ مرر پر پڑی سیاہ ویلوٹ والی ڈبی کو کھولا تو کوہ نور ہیروں کے بنے سٹڈ کانوں کی زینت بن گئے بے داغ چہرہ اور چمکتے ہیرے اس کی شخصیت کو پر اثر بنا رہے

تھے۔سکوئر شیپ سٹڈ کے ساتھ بریسلٹ کو بائیں کلائی میں پہنا۔اور اپنی سب سے پسندیدہ انگوٹھی کی سیاہ ڈبی کو کھولا۔چورس ڈبی پر لکھا تھا

"Tiffany and Co"

اس میں بلیک ڈائمنڈ رنگ تھی بائیں ہاتھ کی مخروطی انگلی پر رنگ پہنی اور سرخ پنسل ہیل کوٹ شوز میں گورے پیروں کو قید کیا۔ہینڈ بیگ کو دائیں بازو کی کہنی پر ٹکا کر دروازے سے باہر کا رخ کیا۔سیڑھیوں سے اتر کر ڈائننگ ہال میں آئی تو عبداللہ معمول کے مطابق کرسی پر بیٹھا ٹانگ ہلانے کا کام کر رہا تھا ویڈیو گیم کھیلنے میں مگن۔

زارا آپا نے اسے دیکھا جو بلا کی حسین لگ رہی تھی اور دل ہی دل میں نظر اتارنے کا کام کر دیا۔

وہ کرسی کھینچ کر بیٹھی اور عبداللہ کے ہاتھ سے موبائل کھینچ لیا عبداللہ نے ہوا کے جھونکے کی طرح گردن موڑ کر نظریں اس کے ہاتھ پر ٹکا لیں۔"بس کھانے ہی لگا تھا....میں ناراض تو بالکل بھی نہیں ہوں.... صبح آئی لو یو بھی تو بولا تھا...."وہ بنا سانس لیے ساری تفصیلیں بیان کرنے لگا وہ اپنے موبائل کو پھر سے اسلام آباد کی سڑک یا کہکشاں منزل کے ماربل فلور کی زینت نہیں بننے دینا چاہتا تھا۔

اس کی بیچارگی سے محظوظ ہو کر موبائل فون کو آہستگی سے ڈائننگ ٹیبل پر رکھ دیا۔

عبداللہ کا خشک حلق تھوک نگلنے سے تر ہو گیا۔موبائل کو ڈائننگ ٹیبل پر دیکھ کر اس کی سانس ایک بار پھر سے بحال ہو گئی تھی۔ڈائننگ ٹیبل سجا ہوا تھا کھانے کی خوشبو نتھنوں سے گزر کر سیدھی دل سے ٹکرا رہی تھی۔اس نے ہاتھ سے ذارا آپا کو کرسی سنبھالنے کا اشارہ کیا۔

عبداللہ میں اج رات لیٹ آؤں گی تو تم ڈنر کر لینا"وہ کھانا کھا چکی تھی اس نے" ڈائننگ میز سے بیگ پکڑتے ہوئے کہا۔

میں انتظار کروں گا۔" وہ جو جانے کے لیے مڑی تھی لمحے بھر کو رکی۔"

میں نے کہا ڈنر کر لینا۔" ہر لفظ پر زور دیتے ہوئے تاؤ کھا کر کہا۔"

عبداللہ نے بمشکل نوالہ نگلتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی اور کرسی کو دھکیل کر کھڑے ہو کر کہکشاں سے لپٹ گیا۔اس نے لمحے بھر کے لیے اس کے بالوں کو سہلایا وہ ہنوز اس سے لپٹا رہا۔کچھ انہونی کا احساس ہو رہا تھا۔اس کا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا اتنے زوروں سے کہ دھڑکن کانوں تک سنائی دے رہی تھی۔

کہکشاں نے اسے خود سے علیحدہ نہیں کیا تھا... وہ اسے خود سے علیحدہ کر ہی نہیں سکتی تھی۔وہ کتنے لمحے اس کے گرد حصار بنائے،اس کے کندھے پر پیشانی ٹکائے رکھے تھا اور وہ بچوں کی طرح اسے پچکار رہی تھی۔

دل نہیں بھرا تھا مگر وہ پیچھے ہٹا اور اس کا ہاتھ تھام کر انگوٹھے سے اس کے ہاتھ کی پشت کو سہلایا۔

خیال رکھیے گا" محبت بھرے لمس کے ساتھ محبت بھرے الفاظ بھی گوش گزار کیے۔

تین لفظ تسلی سے بھرپور..... اور وہ تسلی عبداللہ نے کہکشاں کو نہیں بلکہ اپنے دل کو دینا چاہی تھی مگر پریشانی کم نہیں ہوئی تھی۔

دل تسلیوں سے مان جائے تو اسے دل کون کہے؟؟

---

www.novelsclubb.com

بگاٹی ڈیوو اسلام آباد کی چمکتی سڑک پر کھڑی دھوپ میں جھلس رہی تھی۔ بگاٹی ڈیوو کو وہیں چھوڑ کر اے سی کی ٹھنڈک میں آؤ تو آفس خالی تھا اور کرز وہاں نہیں تھے۔

سفید کاغذ آدھی ادھوری تصویروں کے ساتھ میزوں پر پڑے ٹھنڈے ماحول میں پُر سکون تھے کیبنز خالی تھے۔سنہری رنگ کا "کے کے کریئیشنز" چمک رہا تھا۔

دائیں جانب مڑ کر لمبی راہداری سے گزرتے ہوئے میٹنگ روم میں آؤ تو بڑی میز کے گرد لگی کرسیوں پر سارا اسٹاف موجود تھا اور وہ سیاہ کوٹ پینٹ پہننے تاکید کر رہی تھی عدیل کھگہ، علینہ، سرینہ، دوسرے ڈیزائنرز، کرافٹس مین، مارکیٹنگ پروفیشنلز اور ایڈمنسٹریٹو سٹاف وہاں موجود تھا۔

"یہ ایونٹ میرے لیے اہم نہیں تھا....تب تک جب تک میں وہاں جانے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی مگر اب....؟؟" وہ میز پر دونوں ہاتھ ٹکائے آگے کو ہوئی سبھی کی آنکھیں اس کی طرف متوجہ تھیں کان کھڑے تھے۔

"غلطی کی گنجائش....؟؟؟" اس نے سوالیہ نظروں سے سٹاف کے ہر ممبر کو دیکھا کچھ نے نفی میں گردنیں ہلائیں تو کچھ نے یس باس کہہ کر تائید کی جہاں سب تابعداری سے سر ہلا رہے تھے سرینہ بالوں میں انگلیاں الجھائے اسے پھر سے

گالیوں سے نواز رہی تھی مگر افسوس وہ یہ سب دل ہی دل میں کر سکتی تھی کیونکہ اسے اپنی نوکری اور زبان بہت عزیز تھی جسے یقیناً اگر "کے کے" کچھ سن لیتی تو کاٹ دیتی۔

میٹنگ ختم ہوتے ہی اس نے سب کو جانے کا اشارہ کیا سب سلام کرتے ہوئے میٹنگ روم سے نکل گئے۔عدیل کھگہ ہنوز کرسی پر بیٹھا تھا۔

"عدیل؟"

"یس باس...؟"

پریزنٹیشن تیار کرواؤ.... کل شام کی فلائٹ کے لیے ٹکٹس بک کرواؤ....آج" "شاپ پر جاکر کچھ لیٹسٹ ڈیزائنز کے سیمپلز بھی ساتھ لے کر جانا ہوں گے۔

جی باس سیمپلز میں لے کر آؤں گا؟"عدیل نے حیرانگی سے استفسار کیا۔"

تمہیں صرف وہی کام دیا جاتا ہے جس کے تم قابل ہو۔" صبح صبح عدیل کھگہ کی" بے عزتی۔وہ سیدھی طرح ناں بھی کہہ سکتی تھی ٹیڑھے انسان سے سیدھی بات کی امید بھی ویسے سب سے بڑی بے وقوفی ہے۔

عدیل کھگہ نے تابعداری سے سر ہلایا۔

باس ٹکٹس ؟"عدیل نے اٹھتے ہوئے اپنی کلائی پر بندی گھڑی کو دیکھا۔ "

دو...."یک لفظی جواب۔"

یہ بھی تو کہہ سکتیں تھیں کہ میں بھی ساتھ ہی جاؤں گا عدیل نے سوچ کے زیر اثر سر جھٹکا اور میٹنگ روم سے باہر نکل گیا۔

ہلکی دھوپ میں اسلام آباد کی مصروف سڑک سے گزر کر جیولری شاپ میں آؤ تو وہاں کے ماحول میں ایک خاص بات تھی جو وہاں رکنے کے لیے مجبور کر دے۔ چمکتے ہیروں کی دیوانی دنیا وہاں موجود تھی۔ شو کیسز میں ہیروں سے جڑے عمدہ اور خوبصورت ہار، بریسلٹ، ایئر رنگز، خود کی چمک پر ناز کر رہے تھے۔ عمدہ ڈیزائنز کو دیکھ کر بنانے والے کے ہاتھ چومنے کا دل چاہتا تھا۔ شیشے کے خانوں میں نفاست سے سجائے ہوئے زیورات بنانے والوں کی محنت کا منہ بولتا ثبوت تھے۔ شاپ کیپرز سیاہ ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس تھے اور ان کے دلوں کے مقام پر سنہری رنگ سے لکھا گیا تھا

www.novelsclubb.com

" KK's Jewlerry"

سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے شیلف پر کچھ زیور بکھرے پڑے تھے اور پاس ہی سٹولز پر کسٹمرز بیٹھے تھے۔ وہیں ایک عورت چمکتے ہوئے ڈائمنڈ نیکلس کو

گلے سے لگائے خود کو دستی آئینے میں دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہی تھی۔ ہیروں کی چمک دمک دیکھتے دیکھتے بائیں جانب آؤ تو شیشے کا دروازہ تھا دروازے کے اس پار تین آدمی کھڑے تھے۔"کے کے" کے ہاتھ میں ڈائمنڈ کا ہار تھا جو وہ انہیں دکھا رہی تھی۔ یہ جگہ "کے کے جیولری شاپ" کا ایک مخصوص حصہ تھی جہاں کسٹمرز کو اپنی پسندیدگی کے ڈیزائنز سلیکٹ کرتے وقت کمفرٹیبل ماحول فراہم کیا جاتا تھا۔ یہ امیر اور ان کے چونچلے۔

کسٹمر کے چہرے کے تاثرات میں ناپسندیدگی کی رمق دیکھ کر وہ شیلف کی طرف بڑھی اور ایک اور ڈبی اٹھائی سیاہ ویلوٹ کے گلاف والی ڈبی۔

میم ؟"شیشے کا دروازہ کھلنے پر ادھیڑ عمر شخص اندر آیا تھا سیاہ پینٹ شرٹ میں ملبوس" ،داڑھی سفید اور کالے رنگ کا مکسچر تھی۔ توند اتنی بڑھی ہوئی کہ شرٹ کے بٹن پناہ مانگ رہے تھے۔

کام ہو گیا؟"اس نے سیاہ ڈبی کو پھر سے شیلف پر رکھ دیا۔"

جی میم آپ نے جو جو ڈیزائنز کہے تھے میں نے آپ کے آفس میں رکھوا دیے "

ہیں۔ آپ چیک کر لیں۔" بھاری آواز میں کہا مگر لہجہ دبا ہوا ہی تھا۔

شیور" وہ یہ کہتے ہی پلٹی مینجر بھی اس کے پیچھے ہو لیا وہ پھر سے مڑی سبز آنکھوں"

سے مینیجر کو دیکھا۔

"Guide them"

مینجر نے تابعداری سے پلکیں جھپکیں اور کسٹمرز کی طرف متوجہ ہوا۔ شیشے کا

دروازہ پار کرتی باہر نکل گئی جیولری شاپ کے گونجتے ماحول میں جب اس کی ہیلز

کی ٹک ٹک بھی شامل ہوئی تو سب نے اس کو رشک کی نگاہ سے دیکھا۔ اس کی

پرسنلٹی نہایت دلچسپ تھی اسے ان نظروں کی عادت تھی جب بھی وہ کہیں سے

گزرتی تو لوگ اسے ایسے ہی دیکھتے تھے مگر وہ اس سب سے نہ تو خوش ہوتی تھی اور

نہ ہی نہ ناخوش اسے تو سرے سے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا۔ چند قدموں کا فاصلہ

طے کرتی وہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئی اور چلتے دوسری جانب آگئی۔

دونوں اطراف شیشوں سے بنے خانوں میں زیورات سجے تھے۔وہ گردن تان کر چلتے ہوئے سامنے لگے دروازے کو دھکیل کا اندر داخل ہوئی۔

یہ اس کا آفس تھا جہاں بیٹھ کر وہ ڈیزائن بنایا کرتی تھی۔آفس کی دیواروں پر اس کی تصویریں تھیں جن میں وہ ایوارڈز لے رہی تھی۔خوبصورت چمکتی سلور رنگ کی ٹرافی جس پر ایک چمکتا ستارہ جڑا ہوا تھا کسی تصویر میں اسے تھاما ہوا تھا تو، کسی تصویر میں گولڈن اور بلیک رنگی ٹرافیز۔

یہ آفس اس کا پسندیدہ آفس تھا... کمفرٹ زون۔

وجہ اس کی دیواروں کا سیاہ پینٹ، دیواروں پر لگی تصویریں نہیں تھیں بلکہ پسندیدگی کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ یہ آفس عبداللہ نے سجایا تھا اس کی ہر چیز کو عبداللہ کے ہاتھوں نے چھوا تھا۔عبداللہ کے ہاتھوں کا محبت بھرا لمس۔

سامنے دیوار پر اس کی اور عبداللہ کی تصویر تھی۔ شیشے کی میز پر ہیزل نٹ رنگی ایک تختی تھی جس پر انگریزی حروف میں "لیڈی باس" لکھا ہوا تھا، عبداللہ کا دیا گیا تحفہ۔ آفس کے ایک کونے میں چوکور میز تھی۔ چوکور میز پر لیمپ، لیپ ٹاپ اور کورے سفید پیپر پڑے ہوئے تھے۔ وہ ریوالونگ چیئر پر بیٹھی اور شیشے کی میز پر اوپر نیچے تہہ لگے ڈبوں کو کھول کر کے دیکھنے لگی۔ جنہیں مینجر نے یہاں رکھوایا تھا۔ وہ ایک ایک کر کے تمام ڈبوں کو کھولتے گئی اور سرسری نگاہ ڈال کر پھر سے سائیڈ پر رکھتی گئی۔ سب زیورات قابل تعریف تھے نفیس اور اول درجہ کے۔ وہ ڈبوں کو وہیں رکھتے ہوئے چوکور میز کی جانب بڑھ گئی اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی لیمپ کو آن کیا کورے کاغذوں میں سے ایک کاغذ لیا اور پاس پڑی پینسلوں کے ڈبے میں سے پینسل تھام کر لکیریں کھینچنے لگی۔

سیمپلز عمدہ تھے مگر اسے کچھ اور چاہیے تھا۔

کچھ اچھا.... مزید اچھا.... یعنی پرفیکٹ۔

نیلی عمارت کے تیسرے فلور پر رستم طیار سکن شلوار قمیض، بلیک واسکٹ پہنے پریم
چند کے ساتھ عمارت کا جائزہ لے رہا تھا۔ تیسرے فلور پر مجسمے برانڈز پہنے ہوئے
تان بان سے کھڑے تھے۔ خان ٹیکسٹائل کو آج پہلی بار رستم طیار نے دلچسپی لے
کر دیکھا تھا۔ رات جاگنے کی وجہ سے آنکھوں میں سوجھن تھی اور ہلکی سرخی بھی۔
بیسمنٹ میں بنی ورک شاپ سے شروع ہوئے ابھی وہ تیسرے فلور پر تھے اور
گھنٹہ بیت چکا تھا۔ عمارت ابھی خاموش تھی۔ گھڑی کی سوئیاں سات بجا رہی تھیں۔
ورکر آٹھ بجے آنے والے تھے اس سے قبل عمارت کا جائزہ لینے کے لیے رستم نے

پریم چند کو پیغام بھیجا تھا۔پریم چند نے اس سے نظریں نہیں ملائی تھیں اسے اس شخص سے خوف محسوس ہونے لگا تھا۔

وہ چوتھے فلور پر تھے بڑے کشادہ حال میں گول میز اور ان کے گرد کرسیاں لگی تھی۔سائیڈوں پر ایکسٹرا الارج سائز کے کمرے تھے۔

کمروں میں ہینگرز پر لیڈیز سوٹس لٹکے ہوئے تھے اور شیشوں کے پاس میک اپ کا سامان رکھا ہوا تھا۔یہ ماڈلز کے لیے شوٹ کی جگہ تھی۔سامنے دیوار پر سیاہ کپڑا الھلھا رہا تھا اسٹینڈ پر کیمرہ فٹ تھا۔رستم کی کمر پر ہلکی سی تھپکی ہوئی جب وہ کمرے سے باہر نکل رہے تھے اس نے سائیڈ جیب سے موبائل نکالا پیغام پڑھ کر لب مسکرا اٹھے آنکھیں خوشی سے چمک گئیں۔رات بھر کی محنت سے سبیل بن گئی تھی۔

اس نے عجلت سے کچھ ٹائپ کیا اور لفٹ میں اینٹر ہوتے ہی چھٹے فلور کا بٹن پریس کیا۔پانچ کی بجائے چھ کیوں؟؟پریم چند سمجھ نہیں پایا تھا۔

چھٹے فلور پر لفٹ کے پٹ کھلے تو چھبیس سالہ نوجوان باہر نکلا اس کی آنکھیں سیاہ تھیں۔ کسرتی جسم، ماتھے پر بکھرے گھنگریالے بالوں کے چھلے، لبوں پر عجیب سی مسکراہٹ، مگر وہ مسکراہٹ خوشی کی نہیں تھی بلکہ اس کا چہرہ ہی ہنستا مسکراتا تھا۔ وہ نوجوان دراز قد تھا اس نے بلیو جینز کے ساتھ سفید گول گلے والی ٹی شرٹ پہن رکھی تھی۔ اس کے چوڑے سینے پر سرخ رنگ میں انگریزی کہ لفظ لکھے تھے۔

"Attitude is free"

www.novelsclubb.com

اس کے قدموں کی چاپ اس کی شخصیت کی طرح باوقار تھی. وہ کاریڈور میں چلتے چلتے شیشے کے دروازے تک آیا دروازہ دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہوا۔

رستم میز پر گردن ڈھلکائے بیٹھا تھا۔ اس کی آنکھوں پر نیند کا غلبہ طاری تھا۔

سواگت تو کرو ہمارا" خاموش کمرے میں آواز گونجی۔ رستم نے اسے دیکھا سفید " پینٹ والی دیواروں نے بھی نظریں اس شخص پر گاڑھ لیں۔ رستم کرسی دھکیل کر اٹھ کھڑا ہوا اٹھنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

تھینک یو" اس کے گلے لگے کان میں سرگوشی کی۔ "

آپ کے لیے کچھ بھی جناب۔" اس نے بھی کان میں سرگوشی کی تو رستم کے" لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ اب وہ دونوں میز کے گرد آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ رستم لیپ ٹاپ کھولے اسے کچھ دکھا رہا تھا مگر مقابل کی نظر لیپ ٹاپ پر نہیں بلکہ رستم طیار کے چہرے پر تھی۔

www.novelsclubb.com

کیا تھا وہ شخص؟ خود سے وابستہ لوگوں کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔ رات بھر " جاگ سکتا تھا.... لڑ سکتا تھا.... مار سکتا تھا اور مر بھی سکتا تھا" احسن کا دل سرگوشیاں کر رہا تھا۔

رستم کے لب پھڑ پھڑا رہے تھے۔وہ تھکے تھکے انداز میں بات کر رہا تھا۔مقابل کے کانوں نے اس کی آواز کو نہیں سنا اس کے الفاظوں کو نہیں سمجھا۔رستم خاموش ہوا۔چندپل کوئی جواب نہ ملا تو لیپ ٹاپ کی سکرین سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا وہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

احسن میں کچھ کہہ رہا تھا فار گاڈ سیک یہ مت کہنا کہ تم نے کچھ نہیں سنا، کچھ نہیں " دیکھا۔"اس نے مسکین شکل بنا کر کہا۔

اتنا کام کیا ہے میرا شو گر لیول لو ہو گیا ہے دیکھو مجھے ٹھنڈے پسینے بھی آرہے ہیں " ۔"رستم کا ہاتھ تھام کر اپنی پیشانی سے لگایا انداز لاپرواہ سا تھا۔رستم نے ہاتھ چھڑوا کر پھر سے لیپ ٹاپ اس کے آگے کیا۔"اب میری بات سنو"اس نے پھر سے ویڈیو کو شروع سے پلے کیا۔احسن نے بیزاری سے آنکھیں گھمائیں اور گردن کو دائیں بائیں ہلایا جیسے کام کر کر تھک گیا ہو۔دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں دھنسا کر ہاتھوں کو گردن کے پیچھے ٹکایا کرسی سے ٹیک لگالی۔

رستم نے پھر سے بھوکھلا کر اسے دیکھا۔

"احسن چاہتے کیا ہو تم؟"

دو کپ چائے "تحکمانہ انداز سے کہا۔رستم گہری سانس بھر کر رہ گیا۔وہ رستم کی" حالت دیکھ کر یہ فرمائش کر رہا تھا اتنا تو وہ سمجھ چکا تھا۔

اس نے وال کلاک کو دیکھا ساڑھے آٹھ بج رہے تھے۔اس نے کریڈل پر پڑا فون " اٹھایا کان سے لگائے کہا" تین کپ چائے

روکھی سوکھی چائے؟"احسن نے طنزیہ انداز میں کہا۔"

رستم نے مسکراتے ہوئے کوکیز کا کہہ کر فون رکھ دیا۔

تم کبھی پیٹ بھر کر بھی گھر سے نکلے ہو؟"رستم نے ہنسی دبانے کی کوشش کی۔"

میں بھرے پیٹ بھی فری کی پیشکش پر انکار نہیں کرتا.....فری کا کچھ بھی ہو تو سو" .بسم اللہ....اور چائے تو یونو۔"اس نے شانے اچکائے

www.novelsclubb.com

رستم اب اپنی ہنسی نہیں روک سکتا تھا(یہ آدمی اور اس کا فری کے کھانے کا

جنون...اللہ بچائے)وہ بس سوچ ہی سکا۔

اکیلے آئے پھر؟؟"احسن رستم کے بلانے پر دبئی سے آیا تھا اس لیے اس نے"

پوچھا۔

نہیں"ساتھ گردن بھی ہلائی۔"

ماموں بھی آگئے؟"رستم نے حیرانی سے استفسار کیا۔"

اونہوں"گردن کو پھر سے جنبش دی۔"

پھر کس کے ساتھ آئے ہو؟"رستم نے جھلا کر کہا۔"

احسن دونوں کہنیوں کو میز پر رکھے آگے کو جھکا سیاہ آنکھیں رستم کی آنکھوں میں

گاڑھ دیں چہرے پر سنجیدگی تھی۔

محبوبہ کے ساتھ"ہلکی سرگوشی کے ساتھ دائیں آنکھ ونک کی۔"

رستم نے جھنجلا کر اسے دیکھا۔

اس کی محبوبہ جان کب چھوڑے گی اس کی؟"احسن کی سرخ رنگ کی "

"Ducati"

یعنی وہ خان ٹیکسٹائل "ڈکاٹی" پر آیا تھا۔یہ بائیک اسے رستم نے ہی گفٹ کی تھی۔رستم نے پھر سے کوئی طنز کرنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ دروازہ دھکیلتے ہوئے ہاتھ میں ٹرے لیے ور کر اندر داخل ہوا تھا۔احسن نے ٹرے پر جھک کر سانس اندر کھینچی الائچی کی خوشبو...آہ.....!!دل کو ٹھنڈک سی مل گئی تھی۔اس نے عجلت سے دو کپ اٹھا لیے۔اور ٹرے میں سے ایک کپ اور کوکیز رستم کی جانب کر دیں۔

"...اب یہ کھاؤ بھی"

چائے کے ساتھ کچھ اور کھائیں تو خفا ہو جاتی ہے اور اس کی مٹھاس کہیں کھو جاتی" ہے اور پھیکی چائے (اس نے برا سا منہ بنایا) احسن بالکل نہیں پیتا" چاکلیٹ چپس سے لدی ہوئی کوکیز کو دیکھ کر کہا۔

رستم چائے کی چسکیاں بھرتے ہوئے کوکیز کھانے لگا۔

رستم نے خالی کپ کو میز پر رکھا تو احسن نے اپنے دوسرے کپ میں سے آدھی چائے اس کے کپ میں انڈیل دی۔ یہ اس کا ہر دفعہ کا کام تھا۔

تم آج کل مجھ سے کم محبت کرتے ہو" انداز میں شکوہ تھا۔ اف یہ اوور پوزیسو" دوست۔

www.novelsclubb.com

وہ ہمیشہ رستم کو اپنے دوسرے کپ سے، پینے سے پہلے آدھا کپ چائے دیا کرتا تھا۔ دوسرا کپ چائے پینے کا مقصد صرف یہی نہیں تھا بلکہ احسن شیرازی کے "مطابق" ایک کپ چائے سے تو داڑھ بھی گیلی نہیں ہوتی۔

"...سب کچھ سلجھ جائے گا رستم"

احسن کے کہنے پر رستم نے اثبات میں گردن ہلائی۔ مگر ایک کام سلجھنے کے ساتھ ساتھ بہت کچھ الجھنے والا تھا وہ دونوں اس بات سے ناواقف تھے۔

سیاہ رات کا ایک اور گھنٹہ بیتا تو گھڑی پر لگے پنڈولم نے دائیں بائیں حرکت شروع کی۔

...ٹن...ٹن...ٹن

www.novelsclubb.com

گھڑی کی سوئیوں نے دو بجا دیے تھے جیولری شاپ میں جہاں ہر طرف اندھیرا تھا سارے دروازے لاک تھے وہیں کہکشاں کے آفس میں چوکور میز پر لیمپ جل رہا تھا اس کے آس پاس کاغذوں کی گول گول بنائی ہوئی گیندیں بکھری پڑی تھیں اور وہ کورے کاغذ پر جھکے پینسل چلا رہی تھی۔

سیاہ دیواریں خوفناک منظر پیش کر رہی تھیں۔اس نے پاس پڑے ایک رف ڈیزائن کو دیکھا۔سرسری نگاہ ڈال کر اپنے ڈیزائن کو پھر سے اچھے طریقے سے آراستہ کرنا چاہا اور جب پرفیکٹ لگنے لگا تو اسے دیکھ کر مسکرائی۔دو بج کر بیس منٹ ہو چکے تھے۔اس کے پاس پڑے موبائل کی لائٹ روشن ہوئی تو عبداللہ کا میسج

www.novelsclubb.com

" I am waiting"

چمکا۔وہ مسکراتے ہوئے کچھ ٹائپ کرنے لگی اس کے ٹائپنگ کرتے ہاتھ یک دم رک گئے۔کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی تھی۔ہلکی چاپ جیسے کوئی

سست روی سے قدم بڑھا رہا ہو، پھونک پھونک کر قدم رکھ رہا ہو۔اس نے آواز پر غور کرنا چاہا۔چاپ کے ساتھ ساتھ کسی اور چیز کی بھی آواز سنائی دی جیسے کوئی تیز دھاری خنجر نکالا گیا ہو۔وہ کرسی دھکیلتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔آفس ساؤنڈ پروف تھا اندر سے آواز باہر نہیں جا سکتی تھی پھر بھی اس نے ہولے ہولے قدم اٹھانا شروع کیے۔دروازے تک پہنچی،ڈور ناب پر ہاتھ رکھا۔ہمت ساتھ نہیں دے رہی تھی پھر بھی شیشے کے دروازے کو اپنی جانب کھینچتی باہر آگئی۔آہستہ آہستہ قدم بڑھاتی گئی۔راہداری سے گزر کر شاپ میں آئی تو کوئی دراز قد شخص،ہاتھ میں خنجر تھامے دوسری جانب رخ کیے کھڑا تھا۔کہکشاں نے تھوک نگلا۔منہ پر بائیں ہاتھ کی انگلیوں کو رکھا اور رفتہ رفتہ چلنے لگی، ہیل کی ٹک ٹک نا معلوم تھی۔

دائیں ہاتھ میں تھامے موبائل کی سکرین روشن ہوئی۔

Api what happened?

آپی کیا ہوا؟

Api are you fine?

آپی آپ ٹھیک ہیں؟

Api reply me۔

آپی مجھے جواب دیں۔

www.novelsclubb.com

وہ قدم بڑھا رہی تھی کہ فون کی رنگ نے خاموشی کا گلا گھونٹ دیا۔وہ آدمی فوراً پلٹا۔اسکے چہرے پر کالے کپڑے کا نقاب تھا۔فون کی آواز گونجتی رہی،اور اس آواز میں خنجر چلنے کی آواز آئی،

....ایک زوردار چیخ

موبائل فون ماربل فرش پر پڑا بج رہا تھا۔سکرین کی روشنی میں سفید ماربل فلور پر سرخ قطرے گرنے لگے۔

....ٹپ...ٹپ...ٹپ

www.novelsclubb.com

جاری ہے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

www.novelsclubb.com